عید میلاد

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

عید میلاد کا قرآن وحدیث اور اجماع امت میں کوئی ثبوت نہیں، اگر اس کی دلیل ہوتی، تو صحابہ کرام اور سلف صالحین کو اس کا علم ہوتا اور وہ ضرور اس پر عمل کرتے۔

① علامہ فاکہانی رحمہ اللہ (م:۷۳۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَّذْمُومَةٌ.

''عید میلاد مذموم بدعت ہے۔''(الحاوي للفتاوي للسّيوطي : ١٩٠/١ [٢٤])

۞ نیز فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ لِهٰذَا الْمَوْلِدِ أَصْلًا فِي كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ، وَّلَا يُنْقَلُ عَمَلُهٗ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ هُمُ الْقُدْوَةُ فِي الدِّينِ الْمُتَمَسِّكُونَ بِآثَارِ الْمُتَقَدِّمِينَ، بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ أَحْدَثَهَا الْبَطَّالُونَ وَشَهْوَةُ نَفْسٍ اعْتَنٰى بِهَا الْأَكَّالُونَ.

''مجھے کتاب وسنت میں میلاد کی کوئی دلیل نہیں ملی، یہ عمل میں ہمارے پیشوا اور فہم سلف کے امین علماء سے منقول نہیں ہے۔ بلکہ یہ بدعت ہے،اسے باطل پرستوں نے ایجاد کیا ہے، یہ نفسانی خواہش کا نتیجہ ہے، جسے شکم پرور لوگوں نے گھڑ لیا ہے۔''(الحاوي للسّيوطي : ١٩٠/١۔ ١٩١)

② علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م:۷۹۰ھ) نے بھی عید میلاد کو بدعت قرار دیا ہے۔

(الاعتصام : ۳۹/۱)

③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م : ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں :

وَكَذٰلِكَ مَا يُحْدِثُهٗ بَعْضُ النَّاسِ إِمَّا مُضَاهَاةً لِّلنَّصَارٰى فِي مِيلَادِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِمَّا مَحَبَّةً لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيمًا، وَّاللّٰهُ قَدْ يُثِيبُهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الْمَحَبَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ لَا عَلَى الْبِدَعِ مِنِ اتِّخَاذِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدًا، مَعَ اخْتِلَافِ النَّاسِ فِي مَوْلِدِهٖ، فَإِنَّ هٰذَا لَمْ يَفْعَلْهُ السَّلَفُ، مَعَ قِيَامِ الْمُقْتَضِي لَهٗ وَعَدَمِ الْمَانِعِ مِنْهُ لَوْ كَانَ خَيْرًا، وَلَوْ كَانَ هٰذَا خَيْرًا مَّحْضًا، أَوْ رَاجِحًا لَكَانَ السَّلَفُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَحَقَّ بِهٖ مِنَّا، فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَشَدَّ مَحَبَّةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيْمًا لَّهٗ مِنَّا، وَهُمْ عَلَى الْخَيْرِ أَحْرَصُ.

''اسی طرح بعض لوگوں نے عید میلادِ عیسیٰ کی مشابہت میں یا نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم میں عید میلاد ایجاد کر لی ہے، اللہ انہیں نبی کریم ﷺ سے محبت و اجتہاد کا اجر تو دے گا، لیکن عید میلاد پر اجر نہیں ملے گا، پھر نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت میں اختلاف بھی ہے۔

یہ کام سلف صالحین نے نہیں کیا، حالانکہ اس کا تقاضا (تعظیم رسول) موجود تھا اور کوئی رکاوٹ بھی نہ تھی۔ اگر یہ کام بالکل خیر والا یا زیادہ خیر والا ہوتا، تو اسلاف اس پر عمل کے ہم سے زیادہ حقدار تھے، کیونکہ وہ نبی ﷺ کی محبت اور

آپ کی تعظیم میں ہم سے بڑھ کر تھے اور وہ نیکی کے زیادہ طلب گار تھے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقيم، ص ٢٩٥، وفي نسخة : ١٢٣/٢)

شیخ الاسلام اور عید میلاد :

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ عبارت بعض لوگ سمجھ نہیں پائے اور شیخ رحمہ اللہ سے عید میلاد النبی کے جواز کو منسوب کر دیا، حالانکہ ایسا بالکل بھی نہیں ، وہ تو واضح طور پر اسے بدعت قرار دے رہے ہیں، ان کی مراد صرف یہ تھی کہ جو لوگ محبت رسول ﷺ میں آ کر ایسا کرتے ہیں، انہیں اس محبت کا ثواب تو ملے گا، جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روا رکھی، مگر جب انہوں نے اس محبت کو جشن عید میلاد کی شکل دے دی، تو بدعت بن گئی۔

❁ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اس عبارت کا بھی بالکل یہی مطلب ہے:

فَتَعْظِيمُ الْمَوْلِدِ، وَاتِّخَاذُهُ مَوْسِمًا، قَدْ يَفْعَلُهُ بَعْضُ النَّاسِ، وَيَكُونُ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ عَظِيمٌ لِّحُسْنِ قَصْدِهٖ، وَتَعْظِيمِهٖ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی پاک ﷺ کی یوم ولادت کی تعظیم میں بعض لوگوں نے اسے عید بنا لیا ہے، انہیں حسن نیت اور تعظیم رسول ﷺ کی وجہ سے اجر عظیم ملے گا۔''

(اقتضاء الصّراط المستقيم لمُخالفة أصحاب الجحيم : ١٢٦/٢)

رہا شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ کہنا انہیں محبت رسول ﷺ کی وجہ سے ثواب ملے گا، تو یہ ان کی خطا ہے، دنیا کی ہر بدعت کا محرک حسن نیت یا تعظیم رسول ہی ہوتا

ہے،تو کیا ہر بدعت پر گناہ کے ساتھ ساتھ اجر بھی ہے؟

سلف صالحین نے آج تک ایسی بات نہیں کی، بلکہ وہ بدعت کو صرف وبال جان سمجھتے تھے، بدعت اور بدعتی ہر دو کی مذمت کرتے تھے، ایسا شاذ نظریہ کسی نے پیش نہیں کیا کہ ایک ہی کام بیک وقت بدعت بھی ہو اور باعث اجر بھی، اللہ ان کی خطا معاف فرمائے۔

④ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م:۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ لَّمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ .

''میلاد کی اصل بدعت ہے۔ یہ عمل تین (مشہود لہا بالخیر) زمانوں کے سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں۔'' (الحاوي للفَتاوِي للسّيوطي : ١٩٦/١)

⑤ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (م:۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنْ خَلَا مِنْهُ وَعَمِلَ طَعَامًا فَقَطْ وَنَوٰى بِهِ الْمَوْلِدَ وَدَعَا إِلَيْهِ الْإِخْوَانَ، وَسَلِمَ مِنْ كُلِّ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ، فَهُوَ بِدْعَةٌ بِنَفْسِ نِيَّتِهٖ فَقَطْ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ زِيَادَةٌ فِي الدِّينِ وَلَيْسَ مِنْ عَمَلِ السَّلَفِ الْمَاضِينَ، وَاتِّبَاعُ السَّلَفِ أَوْلٰى، وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أَنَّهٗ نَوَى الْمَوْلِدَ، وَنَحْنُ تَبَعٌ فَيَسَعُنَا مَا وَسِعَهُمْ .

''اگر میلاد گانے سے خالی ہو،صرف کھانا بنایا جائے،نیت میلاد کی ہو اور کھانے پر دوست احباب کو مدعو کیا جائے۔ یہ کام اگر مذکورہ قباحتوں سے خالی بھی ہو،تو یہ صرف میلاد کی نیت کی وجہ سے بدعت بن جائے گا، کیونکہ یہ دین میں زیادت

ہے۔ سلف صالحین کا اس پر عمل نہیں۔ سلف کا اتباع ہی لائق عمل ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی سے یہ منقول نہیں کہ اس نے میلاد کی نیت سے کوئی کام کیا ہو۔ ہم سلف صالحین کے پیروکار ہیں۔ ہمیں وہی عمل کافی ہو جائے گا، جو سلف کو کافی ہوا تھا۔'' (الحاوي للفتاوِي للسّيوطي : ۱۹۵/۱)

⑥ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (م : ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں :

لَمْ يَفْعَلْهُ أَحَدٌ مِّنَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ، إِنَّمَا حَدَثَ بَعْدُ .

''یہ کام تینوں زمانوں (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین) میں سے کسی نے نہیں کیا۔ یہ تو بعد میں ایجاد ہوا۔'' (''جاء الحق'' از نعیمی : ۲۳۶/۱)

⑦ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (م : ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں :

وَأَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ فِعْلَ ذٰلِكَ صَاحِبُ إِرْبِلَ الْمَلِكُ الْمُظَفَّرُ أَبُو سَعِيدٍ كُوكْبُرِي بْنُ زَيْنِ الدِّينِ عَلِيِّ بْنِ بَكْتَكِينَ .

''سب سے پہلے (موصل میں) جس نے اسے ایجاد کیا، وہ اربل کا بادشاہ مظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی بن بلکتکین تھا۔'' (الحاوي للفتاوِي : ۱۸۹/۱ [۲٤])

۞ علامہ ابوالعباس احمد بن یحییٰ ونشریسی رحمہ اللہ (م : ۹۱۴ھ) لکھتے ہیں :

وَسُئِلَ سَيِّدِي أَحْمَدُ الْقِبَابَ عَمَّا يَفْعَلُهُ الْمُعَلِّمُوْنَ مِنْ وَقْدِ الشَّمْعِ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتِمَاعِ الْأَوْلَادِ لِلصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقْرَأُ بَعْضُ الْأَوْلَادِ مِمَّنْ هُوَ حَسَنُ الصَّوْتِ عَشَرًا مِّنَ الْقُرْآنِ وَيُنْشِدُ قَصِيْدَةً فِي مَدْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَجْتَمِعُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ بِهٰذَا السَّبَبِ؟ فَأَجَابَ

بِأَنْ قَالَ : جَمِيْعُ مَا وُصِفَتْ مِنْ مُحْدَثَاتِ الْبِدَعِ الَّتِي يَجِبُ قَطْعُهَا وَمَنْ قَامَ بِهَا أَوْ أَعَانَ عَلَيْهَا أَوْ سَعٰى فِي دَوَامِهَا فَهُوَ سَاعٍ فِي بِدْعَةٍ وَّضَلَالَةٍ، وَيَظُنُّ بِجَهْلِهِ أَنَّهٗ بِذٰلِكَ مُعَظِّمٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمَوْلِدِهٖ، وَهُوَ مُخَالِفُ سُنَّتِهٖ مُرْتَكِبٌ لِّمَنْهِيَاتِ نَهٰى عَنْهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَظَاهِرٌ بِذٰلِكَ مُحْدَثٌ فِي الدِّيْنِ مَا لَيْسَ مِنْهُ، وَلَوْ كَانَ مُعَظِّماً لَّهٗ حَقَّ التَّعْظِيْمِ لَأَطَاعَ أَوَامِرَهٗ فَلَمْ يُحْدِثْ فِي دِينِهٖ مَا لَيْسَ مِنْهُ، وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لِمَا حَذَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ حَيْثُ قَالَ : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ .

''میرے شیخ احمد قباب رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ولادتِ نبی ﷺ کے موقع پر شمعیں جلانا، آپ ﷺ پر درود پڑھنے کے لیے بچوں کو جمع کرنا، اچھی آواز والے بچوں سے قرآن کی دس آیات پڑھوانا، مدحت رسول ﷺ میں قصیدہ کہنا اوراس غرض سے مرد وزن کا جمع ہونا کیسا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: یہ تمام چیزیں بدعات ہیں، جن کا خاتمہ ضروری ہے، جو یہ کام کرتا یا اس میں تعاون کرتا ہے یا اس کے دوام میں کوشش کرتا ہے، تو اس کی سعی بدعت اور گمراہی ہے، وہ اپنی جہالت کی بنا پر میلا د النبی ﷺ منانا، آپ کی تعظیم سمجھتا ہے، حالانکہ وہ سنت کا مخالف اور ممنوع کاموں کا مرتکب ہے، وہ دین میں ایسے کام فروغ دے رہا ہے، جو اس میں شامل نہیں ہیں، اگر یہ نبی

کریم ﷺ کی سچی تعظیم کرنے والا ہوتا، تو آپ ﷺ کے اوامر ونواہی پر عمل پیرا ہوتا، دین میں بدعات ایجاد نہ کرتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی اس وعید کا مصداق بنتا:
﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ''جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈر جانا چاہئے کہ کہیں اُن پر کوئی مصیبت نہ آن پہنچے اور وہ دردناک عذاب کے گھیرے میں نہ آجائیں۔'' (المِعيار المُعرِب: ۴۸/۱۲)

اہل علم کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ عید میلاد سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے، بلکہ بعد کی ایجاد ہے۔

❁ ابن الحاج ﷫ (م: ۷۳۷ھ) نے کیا خوب کہا ہے:

فَالسَّعِيدُ السَّعِيدُ مَنْ شَدَّ يَدَهٗ عَلَى امْتِثَالِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالطَّرِيقِ الْمُوصِلَةِ إِلٰى ذٰلِكَ وَهِيَ اتِّبَاعُ السَّلَفِ الْمَاضِينَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، لِأَنَّهُمْ أَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ مِنَّا إِذْ هُمْ أَعْرَفُ بِالْمَقَالِ وَأَفْقَهُ بِالْحَالِ .

''کتنا خوش بخت ہے وہ شخص، جو کتاب وسنت پر عمل اور کتاب وسنت کی طرف پہنچانے والے راستے کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔ کتاب وسنت کی طرف پہنچانے والا راستہ سلف صالحین کا راستہ ہے، کیونکہ وہ سنت کو ہم سے بڑھ کر جاننے والے تھے۔ وہ قولِ رسول ﷺ کے زیادہ عالم، دین کے متعلق باتوں کو بخوبی جاننے والے اور اس وقت کے حالات زیادہ سمجھنے والے تھے۔''

(المَدخل: ۱۰/۲)

۞ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (م: ۷۹۵ھ) نے بھی بجا لکھا ہے:

فَأَمَّا مَا اتَّفَقَ عَلٰى تَرْكِهٖ فَلَا يَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوْهُ إِلَّا عَلٰى عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ .

''جس کام کو چھوڑنے پر سلف نے اتفاق کیا ہو، اس پر عمل جائز نہیں، کیونکہ انہوں نے یہ جان کر ہی اسے چھوڑا ہے کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔''

(فضل علم السّلَف على علم الخَلَف، ص ۳۱)

معلوم ہوا کہ سلف نے جس کام کو چھوڑنے پر اتفاق کرلیا ہو، وہ کام کرنا جائز نہیں، جشن عید میلاد اور ذکر ولادت پر کھڑا ہونا اور اس طرح کی دیگر بدعات وخرافات سلف صالحین، ائمہ اہل سنت اور متقدمین سے قطعاً ثابت نہیں ہیں، لہٰذا یہ امور بدعات سیئہ اور افعالِ شنیعہ ہیں۔

ابن الجزری اور عید میلاد:

۞ علامہ سخاوی (م: ۹۰۲ھ) ابن الجزری سے نقل کرتے ہیں:

وَإِذَا كَانَ أَهْلُ الصَّلِيبِ اتَّخَذُوا لَيْلَةَ مَوْلِدِ نَبِيِّهِمْ عِيدًا أَكْبَرَ فَأَهْلُ الْإِسْلَامِ أَوْلٰى بِالتَّكْرِيمِ وَأَجْدَرُ .

''جب اہل کتاب نے عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت کو بڑی عید بنایا ہے، تو اہل اسلام اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو عید بنائیں۔''

(الأجوبة المَرضيّة فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النّبوية : ۱۱۱۷/۳)

۞ ملا علی قاری حنفی (م: ۱۰۱۴ھ) ان کے تعاقب میں لکھتے ہیں:

قُلْتُ : مِمَّا يُرَدُّ عَلَيْهِ إِنَّا مَأْمُورُونَ بِمُخَالَفَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ .

''میں کہتا ہوں کہ ان کے رد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہمیں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔'' (المَورِد الرَّوِيّ في المَولِد النّبوي : ۲۹، ۳۰)

عید میلاد کی شرعی حیثیت

کتاب وسنت میں عید میلاد النبی کی اصل نہیں ملتی، اس کی ابتداء چوتھی صدی میں ہوئی، یہ سب سے پہلے مصر میں فاطمی شیعوں نے منایا۔

(الخِطَط للمَقريزي: ٤٩٠/١ وغيره)

اپنے نبی کے میلاد کو منانے والی بدعت اولا عیسائیوں میں شروع ہوئی تھی، پھر مسلمانوں میں بھی در آئی، مروجہ عید میلاد النبیعید میلادِ عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے اور بدعت سیئہ ہے، جبکہ کفار کی مشابہت اور ان کی رسومات پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔صحابہ کرام کے زمانہ، بلکہ خیر القرون کے تینوں زمانوں میں اس کا وجود نہیں ملتا، یہ بعد کی ایجاد ہے۔

۞ مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب نقل کرتے ہیں:

لَمْ يَفْعَلْهُ أَحَدٌ مِّنَ الْقُرُوْنِ الثَّلاثَةِ، إِنَّمَا حَدَثَ بَعْدُ .

''میلاد شریف قرون ثلاثہ میں کسی نے نہ کیا، بلکہ بعد میں ایجاد ہوا۔''

(''جاء الحق'': ۲۳۶/۱)

۞ جناب غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین نے محافل میلاد نہیں منعقد کیں، بجا ہے۔''

(شرح صحيح مسلم: ١٧٩/٣)

۞ جناب عبد السمیع رامپوری صاحب لکھتے ہیں:

''یہ سامان فرحت وسرور اور وہ بھی مخصوص مہینے ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بارہواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں۔''(انوارِ ساطعہ: ۱۵۹)

✿ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (م: ۷۹۵ھ) رقمطراز ہیں:

فَأَمَّا مَا اتَّفَقَ السَّلَفُ عَلٰى تَرْكِهٖ، فَلَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهٖ، لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوهُ إِلَّا عَلٰى عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ.

''جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، اسے کرنا جائز نہیں، انہیں یہ علم تھا کہ یہ قابل عمل نہیں اس لئے اسے چھوڑ دیا۔''(فضل علم السّلَف، ص ۳۱)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول بدعت کی نشانی یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے کو متشابہات بہ طور دلائل لائے جاتے ہیں، شیخ رحمہ اللہ کی بات کسی نباض کی سی بات معلوم ہوتی، ملاحظہ کیجئے:

شبہ نمبر ①

✿ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ (یونس: ۵۸)

''کہہ دیجئے! اللہ کے فضل ورحمت کی بنا پر خوش ہو جائیں۔''

اس کا ایک ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ۔''

لغت عرب مگر اس ترجمہ کا ساتھ نہیں دیتی، تفصیل یہ ہے:

« فَرِحَ » کا معنی خوش ہونا یا خوشی محسوس کرنا ہوتا ہے، نہ کہ خوشی منانا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ﴾ (التوبة: ۸۱) ''(غزوہ تبوک سے) پیچھے رہ جانے والے (منافقین) خوش ہوئے۔''

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے جشن منایا تھا؟

صحیح بخاری (۱۹۱۵) میں ہے کہ جب سورت بقرہ کی آیت (۱۸۷) نازل ہوئی:

فَفَرِحُوْا بِهَا فَرْحًا شَدِيْداً .

''اس پر صحابہ کرام بہت خوش ہوئے۔''

کیا اس کا معنی یہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ نے جشن منایا، یعنی عید نزول آیت؟

عید غدیر خم:

شیعہ عید غدیر خم مناتے ہیں، اس دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے مولیٰ ہیں، یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اعزاز ہے۔

یہاں سوال اٹھتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو سب کے ہیں، صرف شیعہ کے تو نہیں، سو ہمیں بھی چاہئے کہ اس دن ایک بڑی والی عید کا اہتمام کریں کیوں کہ خوشی کے موقع پر عید منانا قرآنی حکم ہے۔؟

لیکن جو احباب عید میلاد پر خوشی والی آیت کو دلیل بناتے ہیں، اسی خوشی والی آیت سے ثابت ہونے والی عید غدیر خم کو بدعت کہتے ہیں، کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس اعزاز پر ان کو خوشی نہیں یا ان کا استدلال ہی خطا ہے؟

عید میلادِ عیسیٰ علیہ السلام:

عیسائی لوگ سیدنا عیسی علیہ السلام کے میلاد کے قائل ہیں، ان کے دنیا میں آنے کی خوشی میں جشن مناتے ہیں اور اسے عید قرار دیتے ہیں، لیکن مسلمانوں کا دعوی ہے کہ ہمیں سیدنا عیسی علیہ السلام کی دنیا میں آمد کی خوشی عیسائیوں سے زیادہ ہے اور آج بھی وہ ان کا انتظار کر رہے ہیں، یہ ان کے ایمان کا جزو لازم ہے، تو کیا اس بنیاد پر ان کا یوم ولادت بطور عید منانا چاہیے؟ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، یہ خوشی کا اظہار ہے اور ہم بھی خوشی کے اظہار کے لئے عید میلاد عیسی منائیں؟

نیز ''سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی خوشیاں منا رہے ہیں۔'' کا نعرہ یہاں بھی بلند کیا جائے؟

کیا لوگوں سے کہا جائے کہ آپ کو سیدنا عیسی علیہ السلام کے دنیا میں آنے کی خوشی نہیں ہے، اس لئے آپ یوم ولادت نہیں مناتے، آپ گستاخ عیسی نبی اللہ ہیں؟

عید المائدہ یا عید العشاء:

✿ مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی ﴿رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّأَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا﴾ (المائدة : ١١٤) **معلوم ہوا کہ مائدہ آنے** کے دن کو حضرت مسیح علیہ السلام نے عید کا دن بنایا۔'' (''جاء الحق'': ١/٢٣١)

عیدیں ہر شریعت کی اپنی ہیں، ہمیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ دی گئیں ہیں۔

ورنہ جس دن سیدنا عیسی علیہ السلام نے عید منائی، اس دن آپ عید کیوں نہیں مناتے؟ کیا سیدنا عیسی علیہ السلام کی خوشی میں شریک نہیں آپ؟ اگر شریک ہیں اور یقیناً ہیں، تو اس کار خیر سے پیچھے رہ جانے کا کیا جواز؟

عید الأم:

اہل یورپ مدر ڈے (Mother Day) مناتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ایک دن ماں جیسی انمول نعمت کے نام ہونا چاہئے، حالاں کہ ہمارے معاشرے میں ماں کو جو تقدس اور احترام حاصل ہے، اہل یورپ کے ہاں تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں، تو ہم لوگ ماں کے نام سے عید کیوں نہیں بنا لیتے؟ ماں سے محبت نہیں؟ یا ماں کو اللہ کی نعمت نہیں سمجھتے؟

آخر میں عرض ہے کہ کسی روز وقت نکال کر ان اشیا کی فہرست بھی پیش کر دیں، جنہیں آپ خدا کی نعمتیں جانتے ہیں اور ان کی عیدوں کا شیڈول بھی سامنے لائیں تاکہ آپ کے دعوی ''کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز ہے۔'' نیز ''جس دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس دن کو عید منانا جائز ہے۔'' پر عمل ہو جائے!

گستاخی معاف، مگر سوال یہ ہے کہ عید میلاد کا ذکر فقہ حنفیہ میں کیوں نہیں ملتا؟

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م: ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا اتِّخَاذُ مَوْسِمٍ غَيْرِ الْمَوَاسِمِ الشَّرْعِيَّةِ كَبَعْضِ لَيَالِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ الَّتِي يُقَالُ: إِنَّهَا لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ، أَوْ بَعْضُ لَيَالِي رَجَبٍ، أَوْ ثَامِنَ عَشْرَ ذِي الْحِجَّةِ، أَوْ أَوَّلُ جُمُعَةٍ مِنْ رَجَبٍ، أَوْ ثَامِنُ شَوَّالٍ الَّذِي يُسَمِّيه الْجُهَّالُ: عِيدُ الْأَبْرَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْبِدَعِ الَّتِي لَمْ

يَسْتَحِبُّهَا السَّلَفُ وَلَمْ يَفْعَلُوهَا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ .

''شریعت کی مقرر کردہ عیدوں کے علاوہ دوسری عیدیں، مثلا ربیع الاول میں عید میلاد، رجب کی بعض راتیں، اٹھارہ ذی الحجہ، رجب کا پہلا جمعہ، یا آٹھ شوال کی عید، جسے جاہل لوگ عید الابرار کا نام دیتے ہیں، اس لئے بدعت ہیں کہ سلف نے انہیں منایا اور نہ انہیں مستحب سمجھا۔ واللہ اعلم۔''

(الفتاوی الکبرٰی : ٤/٤١٤، مجموع الفتاوٰی : ٢٥/٢٩٨)

شبہ نمبر ②

سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ يَّعْنِي مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ : مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا : جَلَسْنَا نَدْعُو اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِدِينِهٖ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ، قَالَ : آللّٰهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ؟ قَالُوا : آللّٰهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ، قَالَ : أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ایک حلقے میں تشریف لائے اور فرمایا : کیسے بیٹھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کی : اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی تعریف کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت دی اور آپ کی صورت ہم پر احسان کیا ہے، نبی

کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہیں؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! صرف اسی مقصد کے لئے، فرمایا: میں نے یہ قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں لی، بلکہ (وجہ یہ ہے) ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ پر فخر کرتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٩٢/٤، سنن النّسائي : ٥٤٢٨، سنن التّرمذي : ٣٣٧٩، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث سے مروّجہ جشن عید میلاد کے جواز پر استدلال درست نہیں:

کسی ثقہ امام نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت نہیں کیا، اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا وہ حلقہ اللہ تعالیٰ کے احسانات پر اسکی تعریف بیان کر رہا تھا اور دعا کر رہا تھا، نہ کہ نبی کریم ﷺ کے یومِ ولادت پر جشن منا رہا تھا، اس پر سہا گہ یہ کہ متعدد علما نے اس جشن کو بدعت مذمومہ قرار دیا ہے۔ مطلب یہ کہ عید میلاد عہد صحابہ میں نہیں تھی۔ (المَدخل : ٢/٢٢٩، ٢٣٤، الحاوي للفتاوِي : ١/١٩٠۔ ١٩١)

شبہ نمبر ③

❁ مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی: ﴿رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّأَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا﴾ (المائدة : ١١٤) معلوم ہوا کہ مائدہ آنے کے دن کو حضرت مسیح علیہ السلام نے عید کا دن بنایا۔'' (''جاء الحق'': ١/٢٣١)

عیدیں ہر شریعت کی اپنی ہیں، ہمیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ دی گئیں ہیں۔

ورنہ جس دن سیدنا عیسی علیہ السلام نے عید منائی، اس دن آپ عید کیوں نہیں مناتے؟ کیا

سیدنا عیسی علیہ السلام کی خوشی میں شریک نہیں آپ؟ اگر شریک ہیں اور یقیناً ہیں، تو اس کار خیر سے پیچھے رہ جانے کا کیا جواز؟

شبہ نمبر ④

۞ قَالَ عُرْوَةُ : وثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِّأَبِي لَهَبٍ، كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا، فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ، قَالَ لَهُ : مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ : لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ .

''عروہ بن زبیر رحمہ اللہ تابعی کا بیان ہے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، ابولہب نے اسے آزاد کر دیا، اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا، موت کے بعد اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے خواب میں اسے بری حالت میں دیکھا، اس نے اس (ابولہب) سے پوچھا، تو نے کیا پایا ہے؟ ابولہب بولا کہ تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی، ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس (انگوٹھے اور انگشت شہادت کے درمیان گڑھے (مصنف عبدالرزاق : ۶۲/۹، ح : ۱۶۳۵۰، اس کی سند امام عبدالرزاق صنعانی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے) سے پلایا جاتا ہوں۔''

(صحيح البخاري معلقًا : ۷٦٤/۲، تحت الحديث : ۵۱۰۱، نصب الرّاية للزّيلعي : ۱٦٨/۳)

① یہ عروہ بن زبیر کا مرسل قول ہے، لہٰذا ضعیف و ناقابل استدلال ہے، حیرانی

ہے کہ جو لوگ عقائد میں خبر واحد کو حجت نہیں مانتے، وہ تابعی کے اس ''ضعیف'' قول سے استدلال لے رہے ہیں۔!

② ایک کافر کے بعض اہل خانہ کے خواب کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

③ یہ خواب نص قرآنی کے خلاف ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾

(اللّھب : ۱۔۲)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ خود بھی ہلاک ہوگیا، اسے اس کے مال اور اعمال نے کچھ فائدہ نہ دیا۔''

④ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَدِمْنَا إِلٰى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا﴾

(الفرقان : ۲۳)

''ہم ان کے اعمال کا جائزہ لیں گے اور انہیں اڑتا ہوا غبار بنا دیں گے۔''

⑤ یہ ثابت نہیں کہ اس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو اس وجہ سے آزاد کیا تھا کہ اس نے ابولہب کو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنائی تھی، لہٰذا نعیمی صاحب کا یہ کہنا درست نہیں:

''بات یہ تھی کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا، اس کی لونڈی ثویبہ نے آکر اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ) پیدا ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم، اس نے خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جا تو آزاد ہے۔'' (''جاء الحق'': ۱؍۲۳۵)

شبہ نمبر ⑤

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، أَنَّ رَجُلًا، مِنَ اليَهُودِ قَالَ لَهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُ ونَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ اليَهُودِ نَزَلَتْ، لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ اليَوْمَ عِيدًا، قَالَ : أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ : ﴿اليَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾(المائدة : ٣) قَالَ عُمَرُ : قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، وَالمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ .

''ایک یہودی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: امیرالمومنین! مسلمانوں کی کتاب میں ایک ایسی عظیم الشان آیت ہے، آپ اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں، اگر وہ ہمارے دین میں نازل ہوتی، تو ہم اسے عید کا دن قرار دیتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کون سی آیت؟ کہا :﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾(المائدة : ٣) ''آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں اس دن اور اس جگہ سے واقف ہوں، جہاں یہ آیت نازل ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن عرفہ میں کھڑے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔''(صحيح البخاري : ٤٥، صحيح مسلم :

(۳۰۱۷

یہ آیت کریمہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھی، تو ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا، وہ کہنے لگا: اگر یہ آیت ہمارے دین میں نازل ہوتی، تو ہم اس کے یوم نزول کو یوم عید مناتے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، وَيَوْمِ عَرَفَةَ .

''یہ تو نازل ہی اس دن ہوئی تھی، جس دن دو عیدیں (یوم عرفہ اور یوم جمعہ) اکٹھی تھیں۔''(سنن الترمذي: ۳۰٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

اس واقعہ سے عید میلاد کا استدلال اصحاب رسول اور ائمہ سنت پر حرف گیری ہے، یہودی کی مراد صرف یہ تھی کہ ہمیں اس دن خوشی ہوتی اور جلیل القدر صحابی نے جواب دیا کہ خوشی تو ہے اور یہ آیت نازل بھی اس دن ہوئی، جس دن دو عیدیں یعنی دو خوشیاں اکٹھی تھیں، ویسے عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن کو عید تکمیل دین کے نام سے خاص کیوں نہیں کیا؟

وہ ہر جمعہ کو عید تکمیل دین قرار دے دیتے، یوم عرفہ کو عید تکمیل دین کا نام دیتے یا کم از کم جب بھی جمعہ اور یوم عرفہ اکٹھے ہوتے اس دن کو عید تکمیل دین کا نام دے لیا ہوتا، کچھ تو ہوتا۔ آخر صحابہ نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ صاف ظاہر ہے کہ صحابہ ایسا کام نہیں کرنا چاہتے تھے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، ان کے ہاں ایسی خوشی کا وجود نہیں تھا، جو تعلیمات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل نہ ہو، اس واقعہ سے عید میلاد کا استدلال، سوال گندم جواب چنا کی قبیل سے ہے۔

وے حیرت کہ جو لوگ بستیوں میں جمعہ کے قائل ہی نہیں، ان کے نزدیک جمعہ کو عید کہہ کر عید میلاد کا استدلال کیوں کر درست ہوسکتا ہے؟ مطلب جمعہ عید تو ہے، مگر

صرف شہر والوں کے لئے بستی والوں کے لئے تو وہ ایک عام دن ہے۔ اس دن بھی نماز ظہر ادا کریں گے یا اس کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ جمعہ سرے سے عید ہی نہیں، شہریوں کے لئے بھی جمعہ صرف خانہ پُری کا نام ہے، ورنہ انہیں احتیاطی ظہر کا نہ کہتے، پھر عید میلاد شیعوں سے مستعار لی گئی ہے، کبھی سوچئے تو، کہیں ایسا تو نہیں شیعہ فہم دین میں صحابہ، تابعین اور ائمہ محدثین سے بڑھ گئے ہیں۔

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!